مصارف زکوٰۃ:

پہلی قسط:

سادات اور بنو ہاشم کو زکوٰۃ دینے کی شرعی حیثیت

مولانا مفتی مختار اللہ حقانی

مفتی و مدرس جامعہ دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

زکوٰۃ وہ اہم عبادت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے مالدار افراد کے ذمے مقرر کی ہے۔ کہ وہ اپنے مال سے ڈھائی فیصد سالانہ کے حساب سے مال نکال کر غرباء اور مساکین میں تقسیم کریں، تا کہ غریب لوگ اس مال سے اپنی ضروریات پوری کر سکیں، اور اس کے علاوہ شہری نظم ونسق چل سکے۔ امام شاہ ولی اللہؒ حجۃ اللہ البالغۃ میں فرماتے ہیں۔ کہ زکوٰۃ کی فرضیت میں بنیادی مصلحت یہ ہے۔ کہ جہاں ضعفاء اور حاجتمند لوگ جمع ہوں ان کی ہمدردی اور اعانت کی جائے اور اگر ان کی اعانت اور ہمدردی کا یہ طریقہ اور سنت رائج نہ ہو تو وہ سب بھوک سے ہلاک ہو جائیں گے۔ اس کے علاوہ شہروں کا نظام مال پر قائم ہوتا ہے۔ اور ان شہروں کی حفاظت کے ذمہ دار اور وہاں کے مدبرین و منتظمین اپنی ان مشغولیات اور ذمہ داریوں کی وجہ سے کوئی با قاعدہ ذریعہ معاش اختیار نہیں کر سکتے۔ ان کی معشیت کا انحصار بھی اسی پر ہوتا ہے۔ (بحوالہ ارکان اربعہ) چونکہ یہ سارے انتظامات صرف زکوٰۃ سے پورے نہیں ہو سکتے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کے علاوہ بھی صاحب ثروت افراد پر کچھ مزید حقوق صدقات واجبہ اور صدقات نافلہ کی شکل میں مقرر فرمائیں تا کہ قدرت کا یہ نظام چلتا رہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس میں انسان کو آزاد نہیں چھوڑا بلکہ اس کے لئے کچھ حدود مقرر کئے اور اس کو پابند قرار دیا کہ صاحب ثروت ان اموال کو کن کن مصارف میں خرچ کرنا ہے؟

صدقات نافلہ میں اگر چہ اللہ تعالیٰ نے امیر و غریب، خان و نواب، شاہ و گدا اور اپنے پرائے کی کوئی قید نہیں لگائی، بلکہ اس کو دینے والے کی صوابدید پر چھوڑ دیا ہے۔ جہاں چاہے خرچ کرے، وہ اس باب میں خود مختار ہے۔ کہ اگر وہ چاہے تو نفلی صدقہ، اپنے اصول و فروع اور رشتہ داروں میں خرچ کرے اور اگر چاہے تو دوسرے فقراء و مساکین اور حاجتمندوں میں صرف کرے۔ چونکہ نفلی صدقات کے خرچ کرنے پر کوئی پابندی نہیں اس لئے عام رجحان اور اکثریتی رائے کے مطابق دوسرے لوگوں کی طرح بنو ہاشم اور سادات کو بھی صدقات نافلہ دینا صحیح ہے۔ علامہ بدر الدین عینیؒ نے لکھا ہے۔ ''وأما الصدقة على وجه الصلة والتطوع فلا باس وجوز بعض المالكية صدقة التطوع لهم وعن احمد روايتان وعند الشافعية فيها وجهان '' (عمدۃ القاری ۸۱/۹) نفلی صدقہ یا صلہ رحمی کی وجہ سے سادات کو صدقہ دینے میں کوئی مضائقہ نہیں، بعض مالکیہ نے بھی ان کے لئے صدقہ نفلی دینے کے جواز کا فتویٰ دیا ہے، امام

احمدؒ سے اس بارے میں دو روایات منقول ہیں۔اور شافعیہ کے ہاں بھی دو رائے پائی جاتی ہیں،البتہ زکوٰۃ اور دیگر صدقات واجبہ کے لئے مصارف کا تعین فرمایا گیا ہے،جن کی تعداد آٹھ ہے۔چنانچہ سورۃ توبہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"انما الصدقات للفقراء والمساکین والعاملین علیها والمؤلفة قلوبهم وفی الرقاب والغارمین وفی سبیل اللّٰہ وابن السبیل فریضة من اللّٰہ واللّٰہ علیم حکیم "(الآیة) ترجمہ:۔بیشک صدقات (واجبہ) تو صرف غریبوں محتاجوں، کارکنوں کا حق ہے، جوان پر مقرر ہیں، نیز ان کی دل جوئی منظور ہے، گردنوں (کے چھڑانے) میں قرضداروں (کے قرضہ ادا کرنے) میں اور اللہ کی راہ میں اور مسافر (کی امداد) میں یہ (سب) فرض ہے۔اللہ کی طرف سے اور اللہ بڑے علم والا اور حکمت والا ہے۔

یعنی تمام تر زکوٰۃ اور صدقات واجبہ صرف ان مصارف کو دی جائے گی،ان کے علاوہ کسی مالدار یا اپنے اصول وفروع وغیرہ کو نہیں دیا جائے گا۔اگرچہ مصارف میں سے بعض کو مصرف ہونے سے خارج کر دیا گیا ہے۔

مؤلفہ کو زکوٰۃ:

جیسا کہ المولفۃ قلوبھم اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔اکثر کی رائے یہ ہے کہ پہلے ان کو صرف زکوٰۃ تالیف قلب کے لئے دیا جاتا تھا اس لئے کہ اسلام اس وقت کمزور تھا۔اور اب چونکہ اسلام کا غلبہ ہو چکا ہے،اور اسلام پوری قوت اور طاقت کے ساتھ دنیا پر پھیل چکا ہے،لہٰذا اب اس مصرف کی ضرورت نہیں رہی،اس لئے یہ لوگ مصرف زکوٰۃ سے خارج ہو گئے،اس کے علاوہ ان حضرات کا یہ بھی کہنا ہے۔کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرات صحابہ کرامؓ کے سامنے اور ان کے ہوتے ہوئے مذکورہ لوگوں کو زکوٰۃ نہیں دی۔صحابہ کرام،حضرت ابوبکر صدیقؓ کے اس عمل پر خاموش رہے تو گویا اس پر صحابہ کا اجماع سکوتی واقع ہوا،اور بعض دوسرے فقہاء کرام کی رائے یہ ہے۔کہ مؤلفۃ القلوب اب بھی مصرف زکوٰۃ ہے،ان کو زکوٰۃ دی جائے گی۔

اس سلسلہ میں قاضی ابوبکر ابن العربیؒ کی رائے کچھ زیادہ دل کو لگنے والی ہے،آپؒ فرماتے ہیں کہ"میری رائے یہ ہے۔کہ اگر اسلام کو غلبہ واقتدار حاصل ہو تو پھر تو ان کی ضرورت نہیں،لیکن اگر کسی وقت اس کی ضرورت محسوس ہو جائے تو ان کو اس طرح دینا چاہئے جس طرح انحضرت ﷺ نے دی ہے،اس لئے کہ حدیث صحیح میں ہے،"**بدء الاسلام غریباً وسیعود غریباً کما بدء**"

(احکام القرآن ص ۳۸۵ بحوالہ ارکان اسلام ص ۱۵۴)

تو گویا زکوٰۃ اور دیگر صدقات واجبہ کی فرضیت کا حکم اللہ تعالیٰ نے غرباء محتاجوں اور مساکین کی بھلائی اور ان کی حاجت روائی کے لئے مالدار افراد کو دیا ہے۔چونکہ زکوٰۃ اور دیگر صدقات واجبہ کے مصارف اللہ تعالیٰ نے خود بیان فرمائیں ہیں۔اس لئے بعض افراد کو غریب اور نادار ہونے کے باوجود زکوٰۃ کے مصرف ہونے سے ساقط کر دیا گیا ہے۔مثلاً غیر مسلموں کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں اگرچہ وہ فقیر محتاج اور ناتواں کیوں نہ ہوں۔اس طرح اپنے اصول وفروع کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں،اگرچہ وہ غربت وافلاس کی زندگی بسر کر رہے ہو۔غلام اور شوہر اور اپنی بیوی کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں اگرچہ ان کی زندگی مسکنت سے دوچار ہو،تو اسی طرح بنو ہاشم اور سادات بھی ظاہر الروایۃ کے مطابق

زکوٰۃ کے مصرف ہونے سے خارج ہیں۔ان کو بھی زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔

چنانچہ صاحب ہدایہ فرماتے ہیں۔"ولا یدفع الی بنی ھاشم" (الھدایہ علی صدر البنایہ ۴/ ۲۳) اور بنی ہاشم کو زکوٰۃ نہیں دی جائیگی۔اس لئے کہ ان لوگوں کو آنحضرت ﷺ کے قرب کی وجہ سے ایک خاص مقام حاصل ہے، یہ لوگ عزت واحترام کے مستحق ہیں، ان کو اوساخ الناس لینے دینے سے مستغنی گردانا چاہئے مگر بعد میں چونکہ حالات تبدیل ہو چکے، تو کیا اب بھی ان کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں؟ یہی ہمارا موضوع بحث ہے۔

سادات اور بنو ہاشم کو زکوٰۃ دینے کا مسئلہ:

سادات اور بنو ہاشم کے غریب ونادار اور حاجتمندوں کو زکوٰۃ دینے کا مسئلہ زمانہ قدیم سے مختلف فیھا چلا آرہا ہے۔اکثریت کی یہی رائے ہے کہ سادات اور بنو ہاشم کو کسی بھی صورت میں زکوٰۃ دینا اور ان کے لئے لینا جائز نہیں۔علامہ ابن قدامہؒ نے تو اس پر اجماع کا دعویٰ کیا ہے: فرماتے ہیں کہ "لا نعلم خلافاً فی ان بنی ھاشم لا تحل لھم الصدقة المفروضة" (المغنی ۲/۵۱۹) کہ ہمیں بنو ہاشم کے لئے زکوٰۃ کی حرمت میں کسی کے اختلاف کا کوئی علم نہیں۔

اور یہی بات علامہ بدرالدین عینیؒ نے الایضاح کے حوالے سے ذکر کیا ہے، لکھتے ہیں: "وفی الایضاح الصدقات الواجبات کلھا علیھم لا تجوز باجماع الائمة الاربعة" (البنایہ شرح الھدایہ ۴/۲۰۳) ایضاح میں ہے۔کہ تمام صدقات واجبہ بنو ہاشم کے لئے باتفاق ائمہ اربعہ حلال نہیں ہے۔

بنو ہاشم کون ہیں؟:

لیکن اصل مسئلہ کے بیان سے قبل اس بات کی وضاحت زیادہ ضروری ہے۔کہ بنو ہاشم کون ہیں؟ کیا بنو ہاشم کی تمام شاخوں پر صدقات واجبات حرام ہیں، یا بعض شاخوں پر؟ تو اس بات کی وضاحت کے لئے عرض ہے کہ بنو ہاشم سے ہاشمی خاندان کی تمام شاخیں مراد نہیں بلکہ حرمت کے اس حکم میں حنفیہ کثر اللہ سوادھم کے ہاں صرف پانچ شاخیں داخل ہیں۔اور بقیہ شاخوں کے لئے صدقات واجبہ حلال ہیں، علامہ ابن ھبیرہؒ الافصاح میں فرماتے ہیں:

"اتفقوا علی ان الصدقة المفروضة حرام علی بنی ھاشم وھم خمس بطون آل عباس، آل علی، آل جعفر، آل عقیل وآل الحارث بن عبد المطلب" (فتح الملھم ۳/۹۹) علماء کا اس پر اتفاق ہے۔کہ صدقہ مفروضہ بنو ہاشم کی جن جن شاخوں پر حرام ہے۔وہ پانچ ہیں:

(۱) آل عباس (۲) آل علی (۳) آل جعفر (۴) آل عقیل (۵) آل حارث بن عبدالمطلب۔

علامہ ابن عابدینؒ نے اس تعین کو اور بھی تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔کہ عبدمناف آنحضرت ﷺ کے چوتھے درجہ میں اب اعلیٰ ہیں۔ان

کے چار بیٹے تھے، ہاشم، مطلب، نوفل، عبدشمس اور پھر ہاشم کے بھی چار بیٹے تھے، جن میں آنحضرت ﷺ کے دادا عبدالمطلب بھی تھے، ہاشم کے تین بیٹوں کی نسل منقطع ہوگئی تھی، سوائے عبدالمطلب کے، کہ ان کے بارہ بیٹے تھے۔ اوران میں سے ہرایک کی اولاد کو اگر مسلم اور فقیر ہوزکوٰۃ دینی جائز ہے، سوائے حضرت عباس، علی، جعفر، عقیل اور حارث بن عبدالمطلب رضوان اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین کی اولاد کے، (بحوالہ فتح الملھم ۳/ ۹۹) تو اس سے معلوم ہوا کہ احناف کے ہاں بنو ہاشم سے تمام شاخیں مراد نہیں بلکہ مذکورہ شاخوں پر زکوٰۃ حرام ہے۔

عبدالمطلب کی دوسری اولاد پرزکوٰۃ:

گویا امام ابوحنیفہ کے ہاں عبدالمطلب کی دوسری اولاد کے لئے زکوٰۃ اور دیگر صدقات واجبہ جائز ہیں۔ اگرچہ وہ بنو ہاشم کی نسبت میں داخل ہیں۔ اس لئے علامہ ابن الھمامؒ فرماتے ہیں: '' **فخرج ابو لهب بذالک حتی: یجوز الدفع الی بنیه لان حرمة الصدقة لبنی هاشم کرامة من الله تعالیٰ لهم ولذریتهم حیث نصروه علیه الصلوٰة والسلام فی جاهلیتهم واسلامهم وابولهب کان حریصاً علی اذی النبی فلم یستحقها بنوه'' (فتح القدیر ۳/ ۲۱۲)**

اس تصریح سے ابولھب حرمت زکوٰۃ کی فہرست سے خارج ہوا اس لئے اس کی اولاد کوزکوٰۃ اور دیگر صدقات دینا جائز ہے۔ بنو ہاشم کے لئے صدقہ واجبہ کی حرمت اللہ کی طرف سے ان کے لئے اور ان کی اولاد کے لئے اکرام واعزاز کی وجہ سے ہے۔ اس لئے کہ انہوں نے زمانہ جاہلیت اور زمانہ اسلام دونوں میں آنحضرت ﷺ کی مدد کی تھی۔ اور آپ ﷺ کے لئے تکالیف برداشت کیں، مگر ابولھب آپ ﷺ کو ایذا رسانی کے درپے رہا، اس لئے اس کی اولاد اس اعزاز کی مستحق نہیں ٹھہری۔

ہاں امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک عبدالمطلب کی تمام اولاد کے لئے بھی زکوٰۃ منع ہے۔ اگرچہ وہ ابولھب کی اولاد کیوں نہ ہو، اور یہی بات امام احمد بن حنبلؒ کے ہاں راجح ہے۔

صاحب کشاف القناع لکھتے ہیں: '' **فدخل فیهم آل عباس ابن عبد المطلب وال جعفر وال عقیل وآل علی بنی ابی طالب بن عبد المطلب وآل الحارث بن عبد المطلب وآل ابی لهب**'' **(کشاف القناع ۲/ ۳۲۹)**

آل عباسؓ بن عبدالمطلب، آل جعفرؓ، آل عقیلؓ آل علیؓ جو حضرت ابوطالب کے بیٹے ہیں۔ اسی طرح حارث بن عبدالمطلب کے آل، اور اسی طرح ابولھب کی اولاد میں بھی ان میں داخل ہیں۔

حنفیہ کے مذہب پر اعتراض:

حواشی سعیدیہ میں حنفی رائے پر یہ اعتراض کیا گیا ہے۔ کہ احادیث مبارکہ میں بنو ہاشم پرزکوٰۃ کی حرمت مذکور ہے، اور ابولھب کی اولاد بھی بنو ہاشم میں داخل ہے۔ اس لئے کہ ان کا سلسلہ نسب بھی ہاشم کے ساتھ جاملتا ہے۔ مگر امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں۔ کہ ابولھب کی

اولاد کو صدقہ دینا جائز ہے۔تو اس کی کیا وجہ ہے؟اس اعتراض کے جواب میں علامہ عمرو بن نجیمؒ فرماتے ہیں:

"اقول قال فی النا فع بعد ذکر بنی هاشم الا من ابطل النص قر ابته یعنی به قوله علیه الصلوة والسلام لا قرابة بینی وبین ابی لهب فانه آثر علینا الا فجرین وهذا صریح فی انقطاع نسبته ، عن هاشم". (النهر الفائق ۱/۴۶۶)

میں کہتا ہوں کہ النافع میں بنی ہاشم کے ذکر کے بعد لکھا ہے۔کہ ابولہب کی قرابت کو نص سے ختم کیا گیا ہے۔اس لئے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری اور ابولہب کے مابین کوئی قرابت نہیں انہوں نے ہم پر گناہوں کو ترجیح دی ہے۔اور یہ ابولہب کا ہاشمی نسب سے انقطاع پر صریح دلیل ہے۔

سادات پر زکوٰۃ کی حرمت کی وجہ:

سادات کے لئے زکوٰۃ کی حرمت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ" ان هذه الصد قات انما هی او ساخ الناس وانها لا تحل لمحمد ولا لآ ل محمد" (رواه مسلم، مشکوٰة المصا بیح با ب من لا تحل له الصد قة الفصل الا ول ۱ / ۵۰۸) کہ صدقات لوگوں کے اموال کا میل کچیل ہے۔اس لیے یہ محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ کے لئے حلال نہیں اور اس کے عوض رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے مال غنیمت کے خمس میں پانچواں حصہ مقرر فرمایا جو ان کو ملتا رہا" لا ن النبی ﷺ قال یا بنی هاشم ان الله تعالیٰ حرم علیکم غسا لة الناس واوسا خهم وعوضکم منها بخمس الخمس"

(حا شیه الکو کب الدر ی ۱/ ۲۴۱).

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے بنی ہاشم بیشک اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں پر لوگوں کا میل کچیل حرام کیا ہے۔اور اس کے عوض تمہیں خمس کا پانچواں حصہ دیا ہے۔تاکہ یہ لوگ عزت، عظمت واہمیت کی ممتاز زندگی بسر کریں اور مخلوق کے احتیاج سے بچتے رہیں، مگر جب رسول اللہ ﷺ اس دار فانی سے رحلت فرما گئے اور اس کے بعد بنو ہاشم کو خمس کا پانچواں حصہ ملنا بند (منقطع ہوگیا) تو بعض فقہاء کرام نے بنو ہاشم کو زکوٰۃ دینے کا فتویٰ دے دیا۔ بلکہ بعض ائمہ اربعہ سے بھی عدم خمس الخمس کی وجہ سے سادات کو زکوٰۃ اور دیگر صدقات واجبہ دینے کے جواز کی آراء منقول ہوئیں۔مگر اس تفصیل کو سمجھنے کے لئے ائمہ اربعہ اور ان کے مذاہب کے دوسرے علماءؒ وفقہا اور ماہرین کے نقطہ نظر کو سمجھنا اور اس پر ایک نظر ڈالنا ضروری ہے۔

سادات کو زکوٰۃ کے بارے میں زیدیہ کا مذہب:

لہذا سادات اور بنو ہاشم کو زکوٰۃ ودیگر صدقات واجبہ کے مسئلہ کے بارے میں جملہ مذاہب میں سب سے زیادہ سخت مذہب زیدیہ کا مذہب ہے۔ان کے ہاں ہاشمین کے لئے مردار کھانا تو جائز ہے مگر زکوٰۃ لینا جائز نہیں۔علامہ دکتور یوسف قرضاوی لکھتے ہیں۔

"واشد المذاهب فی ذالک هو مذهب الزیدیة الذین لم یجوزو الزکوٰة من الها شمی لمثله علی المعتمد عند

هم وجعلوا أكل الميتة للهاشمي مقدما على اخذ الزكوٰة قالوا فان كان تناول الميتة يضره أخذ من الزكوٰة على سبيل الاستقراض ويرد ذالک متى أمكنه'' (فقه الزكوة ۲/ ۷۳۱)

کہ جملہ مذاہب میں سب سے زیادہ سخت مذہب زیدیہ کا ہے، ان کے ہاں معتمد قول کے مطابق ہاشمی کے لئے اپنے ہم جنس ہاشمی سے زکوٰۃ لینا بھی جائز نہیں، ان کے ہاں ہاشمی کے لئے مردار کھانا زکوٰۃ لینے پر مقدم ہے، ان کا کہنا ہے۔ کہ اگر کسی ہاشمی کو مردار کھانا باعث تکلیف ہوتو وہ زکوٰۃ قرض کے طور پر لے گا اور جب ممکن ہو قرضہ مذکورہ کو واپس کردے گا۔

البتہ مذاہب اربعہ میں اس بارے میں مختلف اقوال ونقطہ نظر متعلقہ مذاہب کی کتابوں میں مذکور ہیں۔

مالکیہ اور سادات کو زکوٰۃ دینا:

لہٰذا مذاہب اربعہ میں مالکیہ کے ہاں اس بارے میں مختلف اقوال پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ حافظین جلیلین (علامہ عینیؒ اور علامہ ابن حجرؒ) نے لکھا ہے۔ کہ للمالكية فى اعطائهم اربعة أقوال الجواز، المنع، ثالثها يعطون من التطوع دون الواجب رابعها عكسه (عمدة القارى ۹/ ۸۱، الفتح البارى ۳/ ۲۷۶) کہ مالکیہ کے ہاں بنوہاشم کوصدقہ دینے کے بارے میں چار اقوال ہیں، (۱) مطلقاً جواز (۲) مطلقاً منع (۳) نفلی صدقات کا جواز واجبات کا عدم جواز (۴) اور اس تیسری رائے کے برعکس اگر چہ ان کا مشہور قول یہ ہے۔ کہ ان کے ہاں صدقات واجبہ اور صدقات نافلہ دونوں ہی بنوہاشم کے لئے جائز نہیں (الجامع لا حكام القرآن) مگر بعض مالکیہ نے خمس الخمس باقی نہ رہنے کی وجہ سے بنوہاشم کو زکوٰۃ اور دیگر صدقات واجبہ ونفلیہ کے جواز کا فتویٰ دیا ہے، علامہ عینیؒ فرماتے ہیں۔'' وقال الابهرى المالكى يحل لهم فرضها ونفلها ''(عمدة القارى ۹/ ۸۱) کہ علامہ ابہری مالکیؒ فرماتے ہیں۔ کہ بنوہاشم کے لئے فرض زکوٰۃ اور نفلی صدقہ دونوں حلال ہیں۔ بلکہ علامہ صاویؒ نے امام مالکؒ سے یہ قول نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں۔''

وعند مالک الذى تحرم عليهم الزكوٰة بنو هاشم فقط وهذا ان كان حقهم من بيت المال جاريا ولا نهم اولى من غيرهم فاعطاءهم اسهل من خدمة الذمى والفاجر ''(تفسير صاوى ۲/ ۱۰۰) کہ امام مالک کے ہاں بنوہاشم کے لئے زکوٰۃ اس وقت تک حرام ہے، جب تک ان کو بیت المال سے ان کا حق ملتا ہو ورنہ ان کو زکوٰۃ دینا دیگر افراد کو زکوٰۃ دینے سے اولیٰ ہے۔ اس لئے کہ وہ لوگ اس وجہ سے کسی غیر مسلم اور فاسق وفاجر انسان کی خدمت سے بچ سکتے ہیں

اور علامہ یوسف قرضاوی نے حاشیہ الصاوی وفتح العلی المالک کے حوالے سے لکھا ہے۔

''قال بعض المالكية : محل عدم اعطاء بنى هاشم اذا أعطوا ما يستحقونه من بيت المال فان لم يعطوه وأضر بهم الفقر أعطوا امنها واعطاءهم أفضل من اعطاء غيرهم'' (فقه الزكوة ۲/ ۷۳۲)

بعض مالکیہ کا کہنا ہے۔ کہ بنوہاشم کو عدم جواز زکوٰۃ کی صورت اس وقت تک ہے۔ جب تک ان کو اپنا حق بیت المال سے ملتا ہو اور اگر نہیں ملتا ہو اور ان کے لئے مخصوص کا نہ ملنا ضرر رساں ہو تو ان کو زکوٰۃ دینا دوسروں کو زکوٰۃ دینے سے افضل ہے، اور یہی بات علامہ

دسوقی مالکیؒ نے فرمائی ہے: ڈاکٹر وھبہ زحیلی لکھتے ہیں:

کما قال الدسوقی المالکی حینئذ افضل من اعطاء غیر ھم" (الفقہ الاسلامی وادلتہ ۲/۸۸۴) کہ اس وقت بنو ہاشم کوزکوٰۃ دینا دوسروں کوزکوٰۃ دینے سے زیادہ افضل ہے۔گویا ان کے ہاں عدم خمس الخمس کی صورت میں سادات کوزکوٰۃ کا دینا دیگر غرباء ومساکین کوزکوٰۃ دینے سے افضل ہے۔اگرچہ بعض مالکیہ کے ہاں یہ جواز اس وقت ہے، جب ان پر ایسی حالت آجائے جس میں ان کومردار کا کھانا مباح ہوگیا ہو، یعنی جس طرح مردار کی حرمت باقی رہتے ہوئے حالت اضطرار میں ضرورت کے تحت اس کا کھانا مباح ہو جاتا ہے، تو اس طرح سادات وبنو ہاشم کوزکوٰۃ بھی اس کا اپنا حکم حرمت باقی رہتے ہوئے حالت اضطرار اور مجبوری میں دینا جائز ہیں۔ چنانچہ ڈاکٹر یوسف قرضاوی صاحب لکھتے ہیں:

"وقید بعضهم جواز هذا الاعطاء بحال الضرورة وهی الحال التی یباح لهم فیها أكل المیتة ومعنی هذا التعبیر ان التحریم باق وانما جاز للضرورة کسائر المحرمات" (فقہ الزکوٰۃ ۲/۷۳۲) کہ بعض مالکیہ نے اس جواز کواسی حالت کے ساتھ مقید کیا ہے، جس حالت میں ان کے لئے مردار کا کھانا حلال ہوگیا ہو ان کی اس تعبیر کا مطلب یہ ہے کہ تحریم کا حکم تو باقی رہے گا، اگرچہ ضرورت کی وجہ سے زکوٰۃ جائز ہے، جیسا کہ تمام محرمات کا حکم ہے۔

سادات کوزکوٰۃ اور شوافع:

شوافع کے ہاں بھی اس بارے میں دوقسم کے اقوال پائے جاتے ہیں، مشہور اور معروف قول یہ ہے۔کہ بنو ہاشم کوزکوٰۃ اور صدقات واجبہ دینا جائز نہیں البتہ بعض شوافع کا کہنا ہے۔کہ جب سادات اور بنی ہاشم کے لئے خمس الخمس جو ان کا مد مخصوص ہے، باقی نہ رہے تو اس مجبوری کے تحت ان کے لئے زکوٰۃ لینا جائز ہے۔ (فتح الباری ۳/۲۷۶)

اور اس پر امام فخر الدین رازیؒ نے فتویٰ دیا ہے۔امام شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے لکھا ہے۔" ومنها (ای من المسائل التی افتی العلماء علی خلاف المذهب) دفع الزکوٰة الی الاشراف العلویین افتی فخر الدین الرازی من الشافعیة بجوازه فی هذه الازمنه حین منعوا اسهمهم من بیت المال وضربهم الفقر". (عقد الجید / ۵۰) جن مسائل میں علماء نے خلاف مذہب فتویٰ دیا ہے۔ان میں ایک یہ بھی ہے۔کہ سیدوں کوزکوٰۃ دینی جائز ہے۔کہ شوافع میں امام فخر الدین رازیؒ نے فتویٰ دیا ہے۔کہ جب ان کو خمس بیت المال سے نہیں ملتا ہو اور وہ فقیہ ہوں تو ان کوزکوٰۃ دینا جائز ہے۔" اور اسی طرح امام ابو سعید الاصطخری الشافعی فرماتے ہیں، قال الاصطخریؒ ان منعوا الخمس جاز صرف الزکوٰۃ الیهم". (عمدۃ القاری ۹/ ۸۱) اگر ان کو خمس الخمس سے منع کیا گیا تو ان کے لئے زکوٰۃ لینا جائز ہے۔اور علامہ ابن تیمیہؒ نے بھی امام الاصطخری سے یہی قول نقل کیا ہے۔کہ موجودہ حالات میں بنو ہاشم کے لئے زکوٰۃ لینے کی اجازت ہے۔ (فتاوی شیخ الاسلام ۴/۴۵۶) اور اسی پر امام غزالیؒ کے شاگرد محمد بن یحیٰ الشافعیؒ بھی فتویٰ دیا کرتے تھے۔"وذکر النووی عن الرافعی ان محمد بن یحیٰ صاحب الغزالی کان یفتی بهذا" (فقہ الزکوٰۃ ۲/۳۲۵)

امام نوویؒ نے علامہ رافعی کے حوالے سے لکھا ہے۔ کہ امام غزالیؒ کے شاگرد (محمد بن یحییٰ) بھی اسی پر فتویٰ دیا کرتے تھے۔ اور علامہ تقی الدینؒ فرماتے ہیں، "قال الشیخ تقی الدین ایضاً ویجوز لبنی ہاشم الا خذ من الھاشمین" (کشاف القناع ۲/۳۴۰) شیخ تقی الدین نے بھی فرمایا ہے۔ کہ ہاشم کے لئے ہاشمیوں سے زکوٰۃ لینا جائز ہے۔ گویا شوافع کے ہاں بھی بعض فقہاء کے اقوال کے مطابق سادات اور بنو ہاشم کو خمس الخمس نہ ملنے کی صورت میں زکوٰۃ دینا جائز ہے۔

حنابلہ اور بنو ہاشم کے لئے زکوٰۃ:

فقہاء حنبلیہ بھیؒ اس بارے میں دو طرح کی رائے رکھتے ہیں، اگر چہ ان کے ہاں بھی عموماً یہی فتویٰ ہے۔ کہ سادات اور بنو ہاشم کے لئے زکوٰۃ اور دیگر صدقات واجبہ جائز نہیں مگر شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ حنبلیؒ نے مخصوص نہ ہونے کی وجہ سے سادات کو زکوٰۃ لینے کے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ فرماتے ہیں۔ "بنو ہاشم اذا منعوا من خمس الخمس جاز لھم الا خذ من الز کا ۃ وھو قول القاضی یعقوب وغیرھم من اصحابنا وقا لہ ابو یوسف والا صطخری من الشا فعیۃ لا نہ محل حا جۃ وضرورۃ" (فتا ویٰ شیخ الا سلام، ۴/۴۵۶) اگر بنو ہاشم کو خمس الخمس سے منع کیا جائے تو پھر ان کو زکوٰۃ لینا جائز ہے۔ یہ قاضی یعقوب اور بعض دوسرے حنابلہ کی رائے ہے۔ اور اسی پر امام قاضی ابو یوسف حنفی اور علامہ اصطخری شافعی نے اپنی رائے دی ہے، اسلئے کہ یہ حاجت اور ضرورت کا مقام ہے۔

اور یہی قول علامہ منصور ابن یونس بن ادریس البھوتی الحنبلیؒ لکھتے ہیں۔" (واختار الشیخ وجمع) منھم القاضی یعقوب وغیرہ من اصحابنا وقا لہ أبو یوسف والا صطخری من الشا فعیۃ (جواز أخذ ھم ان منعو الخمس) لا نہ محل حا جۃ وضرورۃ" (کشاف القنا ع ۲/۳۴۰) کہ شیخ اور ایک جماعت جن میں قاضی یعقوب اور بعض اپنے مذہب کے دوسرے ائمہ، اور ابو یوسف اور الاصطخری شافعی شامل ہیں نے بنو ہاشم کو زکوٰۃ دینے کے جواز کو اختیار کیا ہے۔ بشرطیکہ ان کو خمس الخمس نہ ملتا ہو، اس لئے کہ یہ ضرورت اور حاجت کا مقام ہے۔

اور شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کے شاگرد رشید علامہ ابن قیم الجوزی الحنبلیؒ بھی اسی کو ترجیح دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔:

"قلت وقد ذھب بعض الفقھا ء الی انھم یجوزون لھم الا خذ من الزکوٰۃ مطلقاً اذا منعوا حقھم من الخمس وافتی بہ بعض الشا فعیۃ" (بد ائع الفو ائد ۳ ۱۳۵)

میں کہتا ہوں کہ بعض فقہاء کرام کی رائے یہ ہے کہ بنو ہاشم کے لئے زکوٰۃ لینا جائز ہے بشرطیکہ ان کو خمس الخمس نہ ملتا ہو اور اسی پر بعض شوافع نے بھی فتویٰ دیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حنابلہ کے بعض فقہاء کرام بھی ضرورت کے تحت خمس الخمس نہ ملنے کی صورت میں سادات کو زکوٰۃ دینے کے جواز کے قائل ہیں۔

بنو ہاشم کو زکوٰۃ اور مذہب حنفی:

مذاہب ثلاثہ کی طرح علماء احناف سے بھی اس بارے میں مختلف قسم کی روایات منقول ہیں:

(۱) ایک رائے یہ ہے۔ جو اکثریت رائے اور ظاہر الروایۃ ہے۔ کہ بنو ہاشم اور سادات کے لئے مطلقاً زکوٰۃ اور دیگر صدقات واجبہ لینا جائز نہیں، اگر ان کو باوجود علم کے زکوٰۃ دی جائے تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ اور اسی روایت کو صاحب ہدایہ اور دوسرے اصحاب متون، فتاویٰ اور شراح نے راجح قرار دے کر اس کو مفتی بہ کہا ہے۔

علامہ مرغینانیؒ فرماتے ہیں: ”ولا یدفع الی بنی ہاشم لقولہ علیہ السلام یا بنی ہاشم ان اللّٰہ تعالیٰ حرم علیکم غسالۃ الناس واوساخھم وعوضکم منھا بخمس الخمس بخلاف التطوع“۔(الھدایۃ علی صدر البنایۃ. ۲۰۳/۴)

کہ زکوٰۃ کا مال بنو ہاشم کو نہیں دیا جائے گا۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔ کہ اے بنو ہاشم بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر لوگوں کے میل کچیل حرام قرار دیا ہے، اور اس کے عوض تمہیں خمس الخمس دیا ہے۔ اور علامہ عینیؒ نے الایضاح کے حوالے سے لکھا ہے۔ ”وفی الایضاح الصدقات الواجبات کلھا علیھم لا تجوز باجماع الائمۃ الاربعۃ“۔(البنایۃ شرح الھدایۃ ۲۰۳/۴) اور ایضاح میں ہے۔ کہ بنو ہاشم کے لئے تمام تر صدقات واجبہ باجماع ائمہ اربعہ ناجائز ہیں، اور عمدۃ القاری میں لکھا ہے۔ ”وفی شرح القدوری الصدقۃ الواجبۃ کالزکوٰۃ والعشر والنذور والکفارات لا تجوز لھم“(عمدۃ القاری ۸۱/۹) قدوری کی شرح میں لکھا ہے۔ کہ ”صدقہ واجبہ جیسے زکوٰۃ، عشر، نذور اور کفارات یہ سب بنو ہاشم کے لئے جائز نہیں۔

(۲) دوسری رائے یہ ہے۔ کہ اس زمانے میں جب خمس الخمس جو ان کو آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں زکوٰۃ کے عوض ملا کرتا تھا ختم ہو چکا ہے۔ اس لیے اب ان کو زکوٰۃ اور دیگر صدقات دینا جائز ہے، یہ روایت امام ابو عصمہؒ نے امام اعظم ابو حنیفہؒ سے نقل کی ہے۔

”وعن الامام انہ، یجوز لبنی ہاشم فی زمانہ لانّ لھم فی عوضھا خمس الخمس ولم یصل الیھم“.(مجمع الانھر ۲۲/۱)

کہ اب اس زمانہ میں بنو ہاشم کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔ اس لئے کہ ان کو زکوٰۃ کے عوض خمس الخمس مقرر ہوا تھا وہ ان کو اب نہیں ملتا۔

اور علامہ عینیؒ نے لکھا ہے کہ۔” وروی ابو عصمۃ عن ابی حنیفۃ انہ یجوز دفع الزکوٰۃ الی الھاشمی وانما کان لایجوز فی ذلک الوقت لسقوط خمس الخمس“(البنایہ شرح الھدایہ ۲۰۳/۴)

امام ابو عصمۃؒ امام ابو حنیفہؒ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں، کہ بنو ہاشم کو زکوٰۃ دینا جائز ہے، اس لئے کہ خمس الخمس اس وقت ساقط ہو چکا ہے۔

اور امام ابو جعفر طحاویؒ نے بھی امام ابو حنیفہؒ سے یہی نقل کیا ہے۔ علامہ بدرالدین عینیؒ فرماتے ہیں۔

”وفی شرح الاثار وعن ابی حنیفۃ لا باس بالصدقات کلھا علی بنی ھاشم، شرح الاثار“ میں امام ابو حنیفہ سے مروی ہے۔ کہ بنو ہاشم کو تمام تر صدقات دینے میں کوئی حرج نہیں۔ اور اس طرح امام طحاویؒ نے امام ابو یوسفؒ سے بھی یہی قول نقل کیا ہے۔

”حد ثنی سلیمان بن شعیب عن ابیه عن محمد عن ابی یوسف عن ابی حنیفة فی ذالک مثل قول ابی یوسف“
(شرح معانی الا ثار ۱/ ۳۳۳)

مجھ سے سلیمان بن شعیب نے روایت کیا انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے امام محمد سے انہوں نے امام ابو یوسف انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے امام محمد سے انہوں امام ابو یوسف سے انہوں نے امام ابوحنیفہؒ سے امام ابو یوسفؒ کی طرح جواز کا قول نقل کیا ہے۔

اور آپؒ (امام طحاویؒ) نے امالی کے حوالہ سے بھی امام ابو یوسف سے یہی رائے نقل کی ہے۔(شرح معانی لا ثار ۱/۳۳۳)

اور اسی کو امام طحاوی نے ترجیح دے کر اختیار کیا ہے، علامہ عینیؒ فرماتے ہیں: ”وفی شرح الا ثار عن ابی حنیفةؒ لا باس با لصد قات کلها علی بنی هاشم والحر مة للعوض وهو خمس الخمس فلما سقط ذالک بموته علیه الصلاة والسلام حلت لهم الصد قة قال الطحاوی وبه ناخذ (البنا یة شرح الهد ایة ۴/۲۰۳) وهکذا فی الکفا یة شرح الهدایة“ شرح آثار میں امام ابوحنیفہؒ سے مروی ہے۔ کہ آپ کے ہاں تمام تر صدقات بنو ہاشم کے لئے جائز ہے۔ اور حرمت کا حکم خمس الخمس کی وجہ سے تھا مگر جب وہ الخضرت ﷺ کی وفات سے ساقط ہوا تو ان کے صدقات جائز ہوئے امام طحاوی فرماتے ہیں۔ اور اسی کو ہم لیتے ہیں:

اور یہی قول علامہ عمر بن نجیم نے النہر الفائق ۱/ ۴۲۸ اور صاحب تفسیر روح البیان نے تفسیر روح البیان ۳/ ۳۴۸) میں ذکر کیا ہے۔

دکتور یوسف قرضاوی نے امام محمدؒ سے بھی کتاب الاثار کے حوالہ سے اسی قول کی ترجیح نقل کی ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیے کہ۔ ”وفی الا ثار للمحمد وعن الا مام روایتان قال محمد : باالجواز نا خذ لا ن الحرمة مخصوصة بزما نه علیه الصلوة والسلام“ (فقه الزکوٰۃ ۲/ ۷۳۲) اور کتاب الاثار میں ہے۔ کہ امام صاحبؒ سے اس بارے میں روایات ہیں۔ امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ ہم جواز کو لیتے ہیں۔ اس لئے کہ حرمت الخضرت ﷺ کے زمانہ کے ساتھ خاص تھی۔

اور یہی بات صاحب مجمع الانھر نے بھی لکھی ہے۔ ”وفی الا ثار وعن الا مام روایتان وبا لجواز نا خذ لا ن الحرمة مخصوصة بز ما نه ﷺ“ (مجمع الا نهر ۱/ ۳۳۱) اور الاثار میں ہے۔ کہ امام صاحب سے اس بارے میں دو روایات ہیں۔ اور جواز کو ہم لیتے ہیں۔ اس لئے کہ حرمت الخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص تھی۔

اور صاحب النتف فی الفتاویٰ نے بھی امام صاحب سے بدون اختلاف یہی قول نقل کیا ہے۔ آپؒ کے انداز سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ صاحب نتف کے ہاں یہ رائے راجح ہے۔ اس لئے کہ آپؒ نے بغیر کلام کئے امام صاحب کی طرف منسوب کیا ہے، فرماتے ہیں۔

”والخامس الی بنی هاشم فی قول ابی یوسف ومحمد وابی عبداللّٰه ویجوز فی قول ابی حنیفة“ (النتف فی الفتاویٰ ص ۱۲۹) پانچویں نوع وہ جن کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں بنی ہاشم ہے۔ امام ابو یوسف، امام محمد اور امام ابو عبداللہ کے ہاں یہی رائے ہے۔ البتہ امام ابوحنیفہؒ کے قول کے مطابق ان کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔

اور اسی کو صاحب نور الھدیٰ نے بھی ترجیح دی ہے، فرماتے ہیں، "والحرمة لبنی هاشم فی عهد النبی للعوض وهو خمس الخمس فلما سقط ذالک بموته حل لهم الصدقه فانهم اذا لم یصل الیهم واحد منهما هلکوا جوعا فیجوز الدفع الیهم دفعا للضرر عنهم کذافی تحقیق الهدایة وهکذا فی النهایة" (فتاویٰ نور الهدیٰ ۴۲)

بنو ہاشم کے لئے زکوٰۃ کی حرمت آنحضرت ﷺ کے زمانے میں عوض کی وجہ سے تھی جو ان کو خمس الخمس کی صورت میں ملتا تھا، لیکن جب وہ آنحضرت ﷺ کی وفات کے ساتھ ساقط ہوا تو اس لئے اب ضرورت کی وجہ سے ان کو صدقہ واجب دینا جائز ہے۔ اگر دونوں میں سے کوئی ایک بھی ان کے حاجتمند افراد کو نہ مل جائے تو وہ ہلاک ہو جائیں گے۔

(۳) تیسری رائے یہ ہے کہ ہاشمی ہاشمی سے تو زکوٰۃ لے سکتا ہے مگر دوسروں سے نہیں لے سکتا۔ چنانچہ علامہ عینیؒ نے لکھا ہے۔

وروی ابن سماعة عن ابی یوسفؒ انه قال لا بأس بصدقة بنی هاشم بعضهم علی بعض ولا اری الصدقة علیهم ولا علی موالیهم من غیرهم" (البنایة شرح الهدایة ۴/ ۲۰۳)

علامہ ابن سماعۃ امام ابو یوسفؒ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ نے فرمایا کہ ہاشمی کا دوسرے بعض ہاشمیوں سے صدقہ لینا جائز ہے۔ البتہ غیر ہاشمی سے ہاشمی اور ان کے موالیٰ کے لئے صدقہ لینے کو جائز نہیں سمجھتا اور یہی قول علامہ شبیر احمد عثمانی نے بھی نقل کیا ہے۔ "وحکی فیه ایضاً عن ابی یوسف انها تحل من بعضهم لبعضهم لا من غیرهم" (فتح الملهم ۶ ۹۹) کہ امام ابو یوسف سے روایت ہے۔ کہ بے شک ہاشمیوں کا ایک دوسرے سے زکوٰۃ لینا جائز ہے۔ البتہ غیر سے نہیں

اور امام ابن ہمامؒ نے بھی لکھا ہے" وعن ابی یوسف انه یجوز ان یدفع بعض بنی هاشم الی بعض زکاتهم،" (فتح القدیر ۲/۲۳)

امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں۔ کہ مالدار ہاشمیوں کا اپنے غریب ہاشمیوں کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔

امام ابو حنیفہؒ سے بھی اس قسم کی ایک روایت منقول ہے۔ چنانچہ صاحب مجمع الانھر فرماتے ہیں۔ کہ" روی ان الهاشمی یجوز له دفع زکاته الی الهاشمی مثله" (مجمع الانھر ۱/ ۲۲۳) امام سے روایت ہے۔ کہ ان کے ہاں ہاشمی اپنے ہم مثل ہاشمی کو زکوٰۃ دے سکتا ہے۔ اور شرح الیاس میں ہے۔" که والهاشمی یجوز له ان یدفع الزکوٰة الی الهاشمی مثله عند ابی حنیفةؒ".

امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ایک ہاشمی کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنے دوسرے ہاشمی کو زکوٰۃ دے۔ اگرچہ صاحب ینابیع نے امام ابو یوسفؒ سے روایت بالا کے خلاف نقل کیا ہے۔" وفی الینابیع یجوز للهاشمی ان یدفع زکاته للهاشمی عند ابی حنیفةؒ ولا یجوز عند ابی یوسف" (عمدة القاری ۹/ ۸۱) ینابیع میں ہے۔ کہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ایک ہاشمی دوسرے ہاشمی کو زکوٰۃ دے سکتا ہے۔ مگر قاضی ابو یوسفؒ کے نزدیک ایسا کرنا جائز نہیں۔

(۴) چوتھی رائے یہ ہے کہ بنی ہاشم کے لئے صدقہ واجبہ صدقہ نفلی صدقہ اور وقف سب ناجائز ہے۔ اور اسی کو علامہ رشید احمد گنگوہیؒ نے

ترجیح دی ہے۔فرماتے ہیں۔" قال الزيلعى على الكنز لا فرق بين الصدقة الواجبة والتطوع وكذا الوقف لا يحل لهم "(الكوكب الدرى ۱/۲۴۱) علامہ زیلعی فرماتے ہیں۔کہ صدقہ نفلیہ اورواجبہ میں کوئی فرق نہیں اسی طرح ان کے لئے وقف بھی جائز نہیں علامہ گنگوہیؒ فرماتے ہیں۔" والصدقة تعم الفرض والنفل فان صدقة التطوع وان لم يساو الفرض فى الوسخ فلا تخلوا عن الوسخ فما فى الهداية من تخصيص الكراهة بالفرض غير سديد" (الكوكب الدرى ۱/۲۴۱) کہ صدقہ عام ہے۔جوفرض اور نفل سب کے لئے عام ہے،اگرنفل فرض کے ساتھ وسخ (میل) میں برابرنہیں مگرمیل سے بالکل خالی بھی تونہیں،اس لئے صاحب ہدایہ کا کراہت کوصرف فرض کے ساتھ مخصوص کرنا صحیح نہیں۔

تنبیہ:

مگرحضرت گنگوہیؒ کی ترجیح اورعلامہ زیلعیؒ کاقول قابل غور ہے۔اس لئے کہ نفلی صدقہ کی اجازت اجماعاً ہے۔چنانچہ اس ترجیح پرتبصرہ کرتے ہوئے شیخ ذکریاؒ نے لکھاہے:"قلت ولم يتفرد صاحب الهداية بذالك بل نقل ابن عابدين عن البحر عن عدة كتب اذا النفل جائز لهم واجماعا" (حاشيه الكوكب الدرى ۱/۲۴۱) میں کہتاہوں کہ اس میں صاحب ھدایہ اکیلےنہیں بلکہ علامہ ابن عابدینؒ نے بحرکے حوالہ سے لکھاہے۔کہ نفلی صدقہ ان کے لئے اجماعاً جائز ہے۔

(۵) پانچویں رائے یہ بھی ہے بنوہاشم صرف صدقہ نفلیہ اوراوقاف دیناجائز ہے،باقی نہیں جیساکہ علامہ سرخسیؒ نے لکھاہے،

" وفى المبسوط يجوز دفع صدقة التطوع والاوقاف الى بنى هاشم "(البناية شرح الهداية ۴/۲۰۳) مبسوط میں ہے۔کہ بنوہاشم کوصرف صدقہ نفلی اوراوقاف دیناجائز ہے۔

اگرچہ بعض فقہاءاحناف نے اوقاف کی حلت میں اس قید کااضافہ کیاہے۔کہ بنوہاشم کے لئے صرف وہ اوقاف حلال ہیں۔جوبنوہاشم کے نام سے پہلے سے موسوم کئے گئے ہوں ورنہ مطلقاًوقف بھی ان کے لئے جائزنہیں۔

اس تفصیل سے معلوم ہواکہ ظاہرالروایۃ کےمطابق توبنوہاشم اورسادات کوزکوۃ یادیگرصدقات واجبہ دیناجائزنہیں۔مگرنادرالروایۃ کے مطابق آنحضرتﷺ کی وفات کے بعدجب خمس الخمس جوان کوزکوۃ ودیگرصدقات واجبہ کےعوض ملتاتھامنقطع ہوا۔تواب بھی اگران کو زکوۃ یادیگرصدقات سے بھی محروم رکھاجائے اوروہ بھی ایسے وقت میں کہ لوگ نفلی صدقات تو درکنارکہ فرض زکوۃ کی ادائیگی میں لیت ولعل سے کام لیتے ہیں۔اوراس سے بچنے کے لئےسوبہانے تلاش کرتے ہیں،اگران کوصدقات واجبہ دینے کی اجازت نہ دی جائے تو خاندان رسول اللہ کےغریب لوگ،مالداراورصاحب ثروت افرادکےسامنےدست سوال پھیلائیں گے جوانتہائی ذلت ورسوائی کاکام ہے،حالانکہ بنوہاشم اورسادات باعزت لوگ ہیں،اورمسلمانوں پران کی عزت کرنا،ان کامذہبی فریضہ ہے،زکوۃ کی وصولی،سوال اورگداگری کےسامنےذلت نہیں اس لئے موجودہ حالات کے پیش نظرساداتکوزکوۃ دیناہی چاہئے۔اگرچہ یہ رائے ظاہرالروایۃ کے خلاف ہے۔مگرضرورت وحاجت کےتحت غیرظاہرالروایۃ کوبھی ترجیح دی جاسکتی ہے۔فقہ حنفی میں بہت سارے ایسے مسائل موجود

ہیں۔جن کو ظاہر الروایۃ کے مقابل میں متاخرین فقہاء کرام نے ضرورت وحاجت کے تحت ترجیح دی ہے، حالانکہ ان مسائل کی ذاتی حیثیت نادر الروایۃ کی ہو یا وہ متاخرین فقہاء کرام کے فتاویٰ۔

غیر ظاہر الروایۃ مسائل:

مثلاً شفعہ میں طلب اشہاد کے بعد طلب خصومت میں خواہ کتنی ہی تاخیر ہو جائے تو ظاہر الروایۃ کے مطابق امام ابوحنیفہ اور ابو یوسف کا مذہب یہ ہے۔کہ شفعہ صحیح ہے۔شفیع کا حق اس تاخیر سے ساقط نہیں ہوتا، جبکہ امام محمدؒ کے نزدیک طلب خصومت میں بلا عذر شرعی ایک مہینہ تاخیر کرنا حق شفعہ کو باطل کر دیتا ہے۔اس مسئلہ میں اگرچہ امام محمدؒ اور زفرؒ کا قول غیر ظاہر الروایۃ ہے، مگر متاخرین فقہاء کرام نے لتغیر احوال الناس کی وجہ سے امام محمدؒ کے قول پر فتویٰ دیا ہے۔علامہ شامی لکھتے ہیں۔

"الفتویٰ الیوم علی قول محمد لتغیر احوال الناس فی قصد الا راویة ظهر ان افتاء هم بخلا ف ظا هر الروایة لتغیر الزمان فلا یرجح ظاهر الروایة علیه" (ردالمختار ۲۲۶/۶)

اسی طرح ظاہر الروایۃ کے مطابق عورت کا ظاہر کف ستر کے حکم میں داخل ہے۔لیکن ضرورت کی وجہ سے علامہ قاضی خان نے لکھا ہے۔ کہ وہ ستر کے حکم میں نہیں علامہ شامیؒ نے شرح منیہ کے حوالہ سے لکھا ہے۔

"فکان هو الا صح وان کان غیر ظاهر الروایة (ردالمحتار ۳۰۶/۱) یہ زیادہ صحیح ہے۔اگرچہ یہ روایت غیر ظاہر الروایۃ ہے۔ بلکہ ضرورت کے وقت ضعیف روایت کو بھی مفتیٰ بہ بنایا جا سکتا ہے۔علامہ ابن نجیم کے البحر الرائق (باب الحیض) میں حیض کے دوران دعا کے متعلق مختلف اقوال نقل کرنے کے بعد لکھا ہے۔

" وفی المعراج عن فخر الا ئمة لو افتی مفت بشئی من هذ الا قوال فی مو اضع الضرورة طلبا للتیسیر کان حسناً" (البحر الرائق ۳۳۵/۲)

کہ المعراج میں فخر الائمہ سے مروی ہے۔کہ اگر کوئی مفتی ان اقوال میں ضرورت کے وقت کسی قول پر تیسیر (آسانی) کے لئے فتویٰ دے تو یہ اچھا ہے۔حضرت مفتی اعظم مفتی محمد شفیعؒ نے بھی اپنے رسالہ میں اس کو نقل کیا ہے۔چنانچہ وہاں ملاحظہ ہو (جواهر الفقه : ۱۶۲/۱) اور یہی اصول مفتی محمد سلیمان منصور پوری نے بھی لکھے ہیں۔کہ حنفیہ کے نزدیک ضعیف قول پر عمل کی ممانعت ایسے وقت میں ہے۔جبکہ ہوائے نفس کی بنیاد پر ضعیف کو اختیار کیا جا رہا ہو اس کے برخلاف اگر واقعی ضرورت متقاضی ہو تو حنفیہ بھی ضعیف قول پر عمل کرنے سے منع نہیں کرتے۔ (فتویٰ نویسی کے رهنما اصول . ص . ۲۱۸)

تبصرۂ کتب

تبصرہ کے لئے دو عدد نسخے ارسال کرنا ضروری ہے اور اپنا مختصر سوانحی خاکہ منسلک کر دیں....... ادارہ